حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا کہ محمد اور احمد کے دو جلوے تیرے روحانی وجود سے دنیا دیکھے گی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍جولائی ۱۹۷۰ء سعید ہاؤس ایبٹ آباد۔ غیر مطبوعہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

''اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ (القصص:۷۱)

قرآن کریم کی آیت کے اس ٹکڑے کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس حمد کی طرف یہ آیۂ کریمہ اشارہ کر رہی ہے وہ سورۂ فاتحہ میں بیان ہونے والی حمد ہے۔ سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴

کہ اللہ تعالیٰ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اپنی ان چار بنیادی صفات کا مظاہرہ کرنے والا ہے اور جب ساری دُنیا ان صفات کے جلوے مشاہدہ کرے گی تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گی کہ تمام صفات کی مستحق اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفتِ رحمان کا مظہر بنے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام محمدؐ رکھا اور جب آپ صفت رحیم کے مظہر بنے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام احمدؐ رکھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا کہ وہ دو زمانوں میں آپ کی شریعت کو تمام دُنیا پر غالب کرے گا۔

شروع زمانہ اسلام میں آپ کے وجود میں محمدیت کے جلووں کا ظہور ہوا یعنی اللہ تعالیٰ کا جلال اور اس کا قہر دُنیا پر نازل ہوا۔ اصل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی ہے جب اس کا قہر اور جلال نازل ہوتا ہے تو وہ بھی رحمت ہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور جلالت کا یہ جلوہ ہے کہ اس نے انسان کو اجازت دی کہ وہ اپنے جسم کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے بکرے یا دُنبے یا مرغی یا دوسرے حلال اور طیّب جانوروں کو ذبح کرے اور اُن کی جان لے۔ پس ایک طرف ایک پہلو سے اللہ تعالیٰ کے جلال کا جلوہ ہے کہ ایک جان اس کے حکم اور اجازت سے لی گئی اور دوسری طرف اس کی رحمت کا جلوہ ہے کہ وہ جسے اس نے اشرف المخلوقات بنایا تھا اس کی جان کی حفاظت کے لئے اور اس پر رحم کرتے ہوئے دوسری مخلوقات میں سے جانیں تلف کروائیں جو کیڑے مثلاً بھیڑ کے معدے میں پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کی ہلاکت کا باعث بنتے ہیں ان کیڑوں کو مارنے کی اجازت دی اور اس کے لئے سامان پیدا کئے اور دُنیا میں ایسی دوائیں بنائیں جس کے نتیجہ میں وہ کیڑے مر سکتے ہیں تا کہ اس طرح کیڑے کے مقابلہ میں بھیڑ جو کہ اشرف المخلوق ہے اس کی زندگی کو محفوظ رکھا جائے ویسے اشرف المخلوقات تو صرف انسان ہے اور اسی نسبت سے جانداروں کے شرف کو قائم کیا جاتا ہے کیڑے انسانی جسم کے لئے مفید نہیں لیکن بھیڑ کا گوشت انسانی جسم سے زیادہ مناسبت رکھتا اور اس کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ایک مفید چیز ہے۔ بھیڑ کی جان کو بچانے کے لئے کیڑوں کو تلف کر دیا۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور اس کے جلال اور قہر کا جلوہ ہے اور بھیڑ کی حفاظت کی اور انسان کے لئے ایک طیّب گوشت کی حفاظت کی یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے جلال اور رحمانیت کا جلوہ ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا کہ محمد اور احمد کے دو جلوے تیرے روحانی وجود سے دُنیا دیکھے گی وہ عظیم جلوے کہ جن کے نور سے ساری دُنیا منوّر ہوگی اور جس کے روحانی فیوض سے ساری دُنیا مستفیض ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اسلام کے ابتدائی دور میں محمدؐ کے جلوے دُنیا نے دیکھے آپ کے نفس میں بھی دیکھے اور آپ کے متبعین کے نفوس میں بھی دُنیا نے

یہ جلوے دیکھے۔ دُنیا نے اس وقت اللہ تعالیٰ کے قہر اور جلال کے مقابلے میں اپنے قہر اور جلال کو دکھانا چاہا تب وہ اللہ تعالیٰ کے قہر اور جلال سے تباہ ہو گئے یہ خدائی قہر کا جلوہ ان کے خلاف تھا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو مٹانا چاہا اور خدائی محبت کا جلوہ ان لوگوں کے حق میں تھا جنہوں نے خدا تعالیٰ کے مقابلے پر آنے والی شیطانی طاقتوں کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جانوں کو اس کی راہ میں قربان کیا اور اس طرح ابدی حیات کے وارث بنے اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو پایا اور اس کی جنتوں میں اپنا ٹھکانا بنایا۔ پس ایک پہلو سے یہ قہر کا جلوہ ہے اور دوسرے پہلو سے یہ انتہائی فضل اور رحمت اور پیار اور رضا کا جلوہ ہمیں نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ وعدہ بھی دیا کہ اسلام ایک وقت کے بعد کمزور ہو جائے گا اور دُنیا کی سب طاقتیں اکٹھی ہو کر اس پر آخری ضرب لگانے کا منصوبہ بنائیں گی اور سمجھیں گی کہ اب اسلام دُنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی (ضمناً حضور نے ایک بچے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے میرے پیارے بچو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام حضرت مرزا غلام احمد تھا۔ دوست اپنے گھروں میں بچوں کو یہ نام بتایا کریں۔ ابھی پچھلے دنوں راولپنڈی سے ایک خادم آئے جب اس سے پوچھا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام کیا تھا؟ تو کہا مجھے پتہ نہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا نام کیا تھا؟ کہا مجھے تو علم نہیں۔ گھروں میں آپ اپنے بچوں سے باتیں نہیں کریں گے تو اس قسم کے جاہل بچے آپ کے گھروں سے تربیت پا کر نکلیں گے غرض اس تنزّل کے زمانہ میں حضرت مہدی معہود علیہ السلام جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ترین روحانی فرزند تھے وہ مبعوث ہوئے۔ وہ زمانہ آج کی دُنیا بھول گئی ہے ان کی یادداشت اس کا ساتھ نہیں دیتی یہ وہ زمانہ ہے جب ’’حضرت‘‘ عمادالدین صاحب نے جو اجمیر کی شاہی مسجد کے امام تھے۔ یہ ’’حضرت‘‘ میں نے اس لئے کہا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے نزدیک حضرت ہی تھے کیونکہ یہ شخص بڑے پایہ کا عالم تھا اس نے عیسائیت کو قبول کر لیا اور ایک مضمون لکھا عیسائیوں کی ایک کانفرنس کے لئے جو امریکہ میں منعقد ہو رہی تھی اس مضمون میں اس نے ویسے تو بہت کچھ لکھا مگر میں اس وقت صرف دو باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں

ایک تو اس نے پتے دے کر ایک سو سے زائد علماء اور قرآن کریم کے حفاظ اور سید زادے اور مغل خاندانوں سے تعلق رکھنے والے اور پٹھانوں وغیرہ کے نام لکھے اور کہا کہ ہندوستان کے شمالی حصوں کے یہ لوگ جو بڑے بڑے عالم اور قرآن کریم کے حُفاظ ہیں عیسائی ہو چکے ہیں اور جہاں پہلے عیسائیت آئی تھی یعنی کلکتہ اور بمبئی وغیرہ وہاں کا جو حال ہوگا اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں دوسرے اس نے یہ لکھا کہ وہ دن عنقریب ہندوستان پر چڑھنے والا ہے کہ جب کوئی شخص اگر کسی مسلمان کو دیکھنے کی خواہش کرے گا تو اُسے کوئی مسلمان نظر نہیں آئے گا اور اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہوگی۔ اس حد تک اسلام گر چکا تھا اور اس حد تک منصوبے بنائے گئے تھے اسلام کو مٹانے کے لئے۔ بعض پادریوں نے لکھا کہ وہ وقت قریب ہے (اللہ تعالیٰ کی اُن پر لعنت ہو) کہ خانہ کعبہ پر خداوند یسوع مسیح کا جھنڈا لہرائے گا بعض نے کہا یہ وقت ہے کہ سارے براعظم افریقہ کو ہم خداوند یسوع مسیح کے لئے جیت لیں گے اور مسلمانوں کا یہاں سے نام ونشان مٹا دیا جائے گا۔

اس قسم کی بڑیں تھیں جو یہ ہانک رہے تھے اور یہ خالی بیان نہیں تھے بلکہ اس کے پیچھے بڑا زبردست منصوبہ تھا اسلام کو مٹانے کے لئے اربوں روپے اسلام کو مٹانے کے لئے جمع کر لئے گئے تھے لاکھوں واقفین اس وقت عیسائیت کے پاس موجود تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں عیسائیت کو پھیلانے کے لئے وقف کر رکھی تھیں اور اس طرح اُنہوں نے ساری دُنیا میں دجل کا ایک جال پھیلا رکھا تھا۔ غلط دلائل۔ افتراء۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے خلاف باتیں۔ پیسہ۔ اپنی لڑکیاں دوسروں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے یعنی ہر قسم کا گند اُنہوں نے استعمال کیا تھا۔ اسی طرح تعلیم کے سامان۔ کالج۔ ہسپتال۔ بیماروں کے ساتھ ہمدردی اور اسلام کا کوئی نام لیوا نہیں تھا اور ادھر ساری دُنیا کی طاقتیں جیسا کہ میں نے کہا اسلام پر آخری اور کاری ضرب لگانے کے لئے اکٹھی ہوگئی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا کمال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے زوال کا وقت آ گیا چنانچہ جس وقت اسلام کے خلاف شیطانی منصوبے اپنے کمال کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے قوانین قدرت کے عین مطابق حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی تا کہ آپ کے ذریعہ عیسائیت کو شکست دے کر اسلام کو غالب کیا جائے اور آپ احمد شان میں (یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو دوسرا نام احمد ہے۔ پہلا نام محمد اور دوسرا نام احمد) یعنی جمالی رنگ میں عشق ومحبت کی آگ میں سلگنے والا دل لے کر مبعوث ہوئے تھے اور یہی عشق ومحبت احمدیوں کے دلوں میں بھی پیدا کرنا چاہتے تھے۔

آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ ایک وقت عیسائی کہا کرتے تھے کہ قرآن کریم میں کہاں معجزات کا ذکر ہے؟ اسلام نے کونسا معجزہ دکھایا ہے؟ مگر اب وقت آ گیا ہے کہ میں خدا کے نام پر اور اس کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے مخالفوں کے مقابلہ میں آسمانی نشانوں کو ظاہر کروں لیکن یہ میرا مقابلہ نہیں کرسکیں گے بلکہ یہ تو میرے ماننے والوں کے دلائل کے سامنے بھی نہیں ٹھہر سکیں گے۔ آپ نے اُس زمانے میں یہ اعلان فرمایا جس وقت عیسائی دُنیا یہ سمجھتی تھی کہ یہ مضحکہ خیز باتیں ہیں۔ہم تیار ہیں اسلام کو مارنے کے لئے اور اسلام بالکل تیار ہے مرنے کے لئے۔ کیونکہ زندگی اور جان اس کے اندر نہیں ہے نہ علمی میدان میں نہ تائیدات سماویہ کے لحاظ سے واقعی اسلام میں اس وقت کوئی جان باقی نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی احمدیت کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں ظاہر ہوئے اور آپ کی بعثت کی یہ غرض ٹھہری کہ جس طرح پہلوں نے اللہ تعالیٰ کی چار بنیادی صفات کے جلوے دیکھے تھے۔اسی طرح آپ بھی دُنیا کو ان صفات کے جلووں کا مشاہدہ کروائیں۔علمی لحاظ سے اس قدر دلائل آپ کو دیئے گئے ہیں کہ ان کا شمار ہی کوئی نہیں پھر محض اپنے فضل سے بے سروسامانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں اور آپ کے طفیل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے روشنی حاصل کرنے والوں کی تربیت کا ایسا انتظام کیا کہ ہزاروں لاکھوں فدائی پیدا کر دیئے۔ دین کے جاںنثار پیدا کر دیئے اسلام کی روحانی فوج کے سپاہی پیدا کر دیئے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی روحانی تربیت کا نتیجہ تھا جس کا وعدہ ’’رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ‘‘ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا تھا اور اپنے فضل سے بہت سارے سامان پیدا کئے۔ پھر حقیر کوششوں کے جو نتیجے نکلتے

ہیں رحیمیت کے جلووں کی وجہ سے اس کا تو ایک سمجھدار احمدی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا۔ اتنی سی ہماری کوشش ہوتی ہے ایسی کوشش کہ جو اس قابل ہی نہیں ہوتی کہ اس کا ذکر کیا جائے۔ ایسی قربانی (اگر اسے قربانی کہا جا سکتا ہو) کہ جس کا نام لیتے ہوئے ہمیں شرم آنی چاہئے مگر اس کا نتیجہ ایسا نکلتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ متصرف بالا رادہ اور تمام قوتوں اور طاقتوں کا مالک ہے۔

افریقہ میں جہاں کا میں اب دورہ کر کے آیا ہوں جو روپیہ عیسائیت خرچ کر رہی ہے اس کے مقابلہ میں ہم شاید ہزارواں بلکہ لاکھواں حصہ بھی خرچ نہیں کر رہے لیکن ان کے لاکھوں گنا زیادہ خرچ کا نتیجہ اور ہمارے لاکھویں حصہ خرچ کا نتیجہ اگر ہمارے سامنے ہو اور ہم مقابلہ کریں تو ان کے اپنے کہنے کے مطابق یہ ہے کہ اگر وہ ایک آدمی کو عیسائی بناتے ہیں تو احمدیت دس کو حلقہ بگوش اسلام بنا لیتی ہے یعنی کوشش لاکھواں حصہ اور نتیجہ دس گنا زیادہ یہ ہماری کوشش کا نتیجہ نہیں ہو سکتا نہ ہماری قربانی ایثار اس بات کا استحقاق رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ نتیجہ پیدا کرے یہ محض اس کا فضل اور رحمت ہے جس کے نتیجہ میں یہ تبدیلیاں اور یہ انقلاب دُنیا میں پیدا ہو رہے ہیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احمد کے روپ میں، احمد کے مظہر ہو کر، احمد کے ظل بن کر اس دُنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور جمالی طور پر (تلوار کے ذریعہ نہیں بلکہ) اخلاق کے ساتھ، دلائل کے ساتھ، تائیدات سماویہ کے ساتھ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ دُنیا پر غالب ہونے کی ذمہ واری آپ کی جماعت پر ڈالی گئی ہے یہ بہت بڑا کام ہے سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے بس کا تو یہ روگ ہی نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہ ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت خلوص نیت کے ساتھ اپنی بساط کے مطابق قربانی دے گی تو انہیں یہ بشارت دی جاتی ہے کہ ساری دُنیا میں اسلام غالب آ جائے گا۔ اگر یہ وعدہ نہ ہوتا تو کوئی عقل مند کھڑے ہو کر یہ نہ کہتا کہ مال کی قربانی دو یا جان کی قربانی دو بلکہ اللہ تعالیٰ جو اپنے قول کا صادق اور اپنے وعدوں کا سچا ہے اس نے یہ کہا ہے کہ جو تمہاری طاقت میں ہے وہ میرے حضور پیش کر دو پھر جو میری طاقت کے جلوے ہیں انہیں اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کرو اور

میرے وعدوں کو پورا ہوتے دیکھو۔ چونکہ یہ بشارتیں ہمیں حاصل ہیں اس لئے ہم کھڑے ہو کر جماعت سے یہ کہتے ہیں کہ آگے بڑھو اور قربانیاں دو اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنو ان فضلوں کا کہ تمہاری کوششیں اگر کروڑ گنا بھی زیادہ ہوتیں تب بھی وہ اس فضل کا تمہیں مستحق نہ بناتیں۔ چھوٹی سی قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے تم سے بے حد اور بے شمار فضلوں کا وعدہ کیا ہے اور اسی وعدہ کے پیش نظر ہم کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ آگے بڑھو اور قربانیاں دو۔

مالی قربانی کے متعلق میں بتا چکا ہوں کہ جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے اخلاص کا نمونہ پیش کیا ہے۔ جانی قربانی کے متعلق جہاں اساتذہ کا سوال تھا ہماری ضرورت سے زیادہ آ گئے ہیں لیکن جہاں تک ڈاکٹروں کا سوال ہے (''ابھی تک'' یہ کہہ رہا ہوں یوں مجھے اُمید ہے کہ بعد میں آ جائیں گے لیکن توجہ دلانا اور یاد دہانی کرانا میرا فرض ہے) پس ابھی تک جتنے ڈاکٹروں کی ہمیں ضرورت ہے وہ پورے نہیں ہوئے۔ ایک تو میرا خطبہ بھی ابھی نہیں چھپا بہت سارے لوگوں کو اس کی اہمیت کا بھی پتہ نہیں ہوگا۔ بہر حال میرے اس پہلے خطبہ کے چھپنے اور اس خطبہ کے چھپنے کے درمیان غالباً ۳۔۴ ہفتوں کا فرق پڑ جائے گا ایک اور یاد دہانی ہو جائے گی۔

اس وقت جتنے بھی آدمیوں کی احمدیت اور اسلام کو ضرورت ہے وہ ہمیں دینے چاہئیں یعنی جو ہماری طاقت میں ہو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم جب یہ قربانی دے دیں گے پھر بھی عیسائیت کے لئے زندگی وقف کرنے والوں کے مقابلہ میں ہماری تعداد غالباً ہزارواں حصہ ہوگی کیونکہ وہ اس وقت لاکھوں کی تعداد میں دُنیا میں کام کر رہے ہیں۔ پھر اُن کی عورتیں ہیں وہ بھی لاکھوں کی تعداد میں ننّیں (Nuns) بن کر جو ایک غیر فطری چیز ہے سر منڈا لیتی ہیں اور ساری عمر کنواری رہنے کا عہد کرتی ہیں اور ان کے مقابلہ میں تو تم اپنی بہنوں سے یہ قربانی لے ہی نہیں سکتے کیونکہ اسلام نے اسے جائز قرار نہیں دیا۔ جو قربانی ہم لے سکتے ہیں اور لینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے:-

اوّل:- ہماری ہوشیار، دیندار، ذہین اور صاحب فراست بچیاں اپنی خوشی سے واقفین کے ساتھ شادیاں کریں اور دُنیا کی طرف نہ دیکھیں۔ دین کی نعمتوں کو ترجیح دیں۔

دوم:- اپنے خاوندوں کے ساتھ جب باہر جائیں تو ان کی ممد ومعاون بنیں اگر غیر ممالک میں بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی تکلیفیں پیش آئیں تو ان سے گھبرا کر اپنے خاوندوں کا وقت ضائع کرنے کی کوشش نہ کریں اور انہیں صراط مستقیم سے ہٹانے کا موجب نہ بنیں۔

سوم:- وہ ایسے علوم حاصل کریں کہ وہ بھی جب اپنے خاوندوں کے ساتھ باہر جائیں تو دین کا کام بھی کرنے والی ہوں۔ صرف گھر کو سنبھالنے والیاں نہ ہوں اور یہ بہت سے طریقوں سے ہوسکتا ہے۔ اس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جانا چاہتا۔

میں نے بتایا تھا کہ غانا میں ہمارے انچارج مبلغ کلیم صاحب کی بیوی بالکل ان پڑھ تھیں جب وہ ان کے ساتھ باہر گئیں لیکن چونکہ مخلص اور اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والی تھیں اُنہوں نے منصورہ بیگم کو خود بتایا کہ میں نے سوچا میں ایک اَن پڑھ عورت ایک مبلغ انچارج کی بیوی کی حیثیت میں یہاں آئی ہوں اردو بھی ٹھیک طرح مجھے نہیں آتی انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتی میں اپنے مبلغ خاوند کے ساتھ کیسے تعاون کروں گی اور ان کا کس طرح ہاتھ بٹاؤں گی وہ کہنے لگیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی اور میرے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ تم انگریزی اور اس قسم کی جو دُنیا میں اور مشہور زبانیں ہیں وہ نہ سیکھو بلکہ وہاں کی مقامی زبان (لوکل ڈائیلیکٹ) جو ہے وہ سیکھ لو۔ چنانچہ اُنہوں نے مقامی زبان سیکھنی شروع کر دی اور اس میں بڑی اچھی مہارت حاصل کی اور پھر سارا دن بچے اور بچیوں کو قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پڑھاتی رہتی تھیں۔ ان کے میاں باہر دوسری نوعیت کا تبلیغی کام کرتے تھے اور یہ گھر میں بیٹھ کر گھر بھی سنبھالتیں اور بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی تھیں۔ پس اگر اس قسم کا دل ایک احمدی بچی میں ہو اور ایسا ہی دل ہر احمدی بچی میں ہونا چاہئے تو پھر اسے خود سوچ کر دعائیں کرنے کے بعد اس قدر علم حاصل کر لینا چاہئے کہ جو باہر کے ممالک میں اسلام کے غلبہ کی اللہ تعالیٰ نے جو مہم چلائی ہے اس میں ممد ومعاون ثابت ہو۔

ہمارے احمدی ڈاکٹر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہیں۔ پہلے تو شاید کم ہوتے ہوں گے لیکن اس سال کا میرا جو اندازہ ہے وہ یہ ہے کہ سارے مغربی پاکستان میں ہمارے ۲۰۔۳۰ احمدی بچے انشاء اللہ ڈاکٹری کا امتحان پاس کر کے ڈاکٹر بنیں گے اور موجودہ صورت میں بہت

سارے تو باہر بھی چلے گئے ہیں کچھ مزید پڑھنے کے لئے اور کچھ نوکریاں کرنے کے لئے لیکن پھر بھی پاکستان میں ہمارا کئی سو ڈاکٹر ہونا چاہئے ان میں سے ہمیں سردست ۳۰ کی ضرورت ہے۔ بعض تو جو میرے علم میں ہیں یعنی میری یاداشت میں ہیں ان کو تو میں خط بھی لکھوا رہا ہوں کہ آگے آؤ لیکن جو ڈاکٹر بالکل نیا ہوگا یعنی جس نے اس سال یا پچھلے سال ڈاکٹری کی ہے وہ فی الحال وہاں اتنا اچھا کام نہیں کرسکتا کیونکہ اس کا تجربہ زیادہ نہیں سوائے اس کے کہ کسی اچھے ماہر ڈاکٹر کے ساتھ جو پہلے وہاں کام کر رہے ہوں ان کے ساتھ اسے لگا دیں اور ان کے ساتھ مل کر دو چار سال کام کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ میں بھی شفا دے دے علم میں بھی زیادتی دے دے اس لئے فی الحال بہتر یہ ہے کہ ایسے ڈاکٹر زندگی وقف کریں جو یا تو ریٹائر ہو چکے ہوں اور ان کی صحت بھی اچھی ہو اور یا دو چار سال کے اندر ریٹائر ہونے والے ہوں اور وہ اپنے محکمہ سے چھٹی لے لیں یا فراغت حاصل کر لیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ۳۔۴ سال کی چھٹی لیں اور پھر ایک سال یہاں آ کر کام کریں اور پھر محکمہ سے پوری طرح فراغت پا کر وہاں چلے جائیں۔ بہرحال جس تیزی کے ساتھ اس سکیم کے بعض شعبوں میں ہمیں یہاں کام کرنا چاہئے اسی تیزی سے ہمارے لئے اللہ تعالیٰ وہاں راہیں کھول رہا ہے شمالی نائجیریا میں حکومت نے ہمارے دو سکولوں کے لئے ہمیں ۴۰۔۱۴۰ ایکڑ مفت زمین دینے کا فیصلہ کر دیا ہے دوسرے دو سکول بھی وہاں کھلنے چاہئیں کیونکہ میں نے اُن سے چار کا وعدہ کیا ہے ان کے لئے بھی وہ عنقریب جب بھی ہم ان سے کہیں گے زمین دے دیں گے۔ ہمارے آدمی وہاں سست تھے میں نے اُنہیں تیز کیا ہے ایک پیراماؤنٹ چیف نے ایک خاصا بڑا زمین کا قطعہ جس میں کچھ عمارتیں بنی ہوئی ہیں دیا ہے اور کہا ہے کہ اسے سنبھالو اور یہاں سکول کھولو۔ اس طرح وا(Wa) جو کہ غانا کا شمال مغربی علاقہ ہے۔ وہاں ہماری بڑی جماعتیں ہیں وہاں ہمارا ایک عربی کا سکول بھی ہے۔ وہاں کی جماعت نے زمین کا ایک وسیع قطعہ سکول اور میڈیکل سنٹر کھولنے کے لئے وقف کیا ہے۔

پس اگر وہ لوگ تو قربانی پیش کر دیں، اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دے گا کہ وہاں کی حکومتیں، غیر از جماعت امراء اور پیراماؤنٹ چیفس یا اس قسم کے دوسرے لوگ ہمیں زمینیں بھی

دیں اور مکان بھی دیں گے اور آپ کہیں ہم آدمی نہیں دیتے تو اس سے بڑھ کر سُبکی اور شرم کی کوئی اور بات نہیں ہوسکتی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوگا لیکن اس یقین کے باوجود چونکہ مجھے ذَکّر یعنی یاد دہانی کروانے کا حکم بھی دیا گیا ہے اس لئے میں آپ کو یاد دہانی کراتا رہوں گا جب تک میرے اس ابتدائی منصوبہ کے لئے جتنے آدمی چاہئیں وہ مجھے مل نہ جائیں۔ جتنا مال چاہئے وہ مجھے مل جائے۔ مجھے اپنی ذات کے لئے تو ایک دھیلہ بھی نہیں چاہئے نہ کسی اور کے لئے چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کو فروغ دینے کے لئے ضرورت ہے اس سکیم کے ماتحت تو ساری رقم افریقہ پر یا افریقہ کے لئے خرچ ہوگی۔ پس دوست وقف کی طرف توجہ دیں۔

تین تحریکیں میں اس وقت کرنا چاہتا ہوں ایک یہ کہ ڈاکٹر واقف زندگی بن کر آگے آئیں دوسرے یہ کہ اچھے ٹیچرز واقف زندگی بنکر آگے آئیں تیسرے یہ کہ جو ہمارا مستقل نظامِ وقف ہے اور واقفین بچے جامعہ احمدیہ میں پڑھتے ہیں اس میں بھی اب دس یا پندرہ یا بیس سے ہمارا کام نہیں چلے گا کیونکہ ضرورت اسلام کے غلبہ کی مہم کو اس سے بہت زیادہ کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ۵۰ میٹرک پاس طلبہ اس سال جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے چاہئیں اور ۱۰۰ اگلے سال، پھر شاید ہم اپنی ضرورت کو پورا کرسکیں یہ جو پچاس ہوں گے یا جو سو اگلے سال داخل ہوں گے سات سال کے بعد ان کا نتیجہ نکلے گا اور یہ مبلغ بنیں گے میں نے سوچا ہے کہ یہ جو درمیانی عرصہ ہے اس کے لئے پھر ریٹائرڈ احمدی بہت سارے ایسے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا اچھا خاصا مطالعہ کیا ہوا ہے اور انگریزی بھی جانتے ہیں انہیں باہر بھجوادیں گے کہ جا کر مبلغ کے طور پر کام کرو اور پھر آٹھ دس سال کے بعد پیچھے سے زیادہ تعداد میں ہمارے نوجوان مبلغین آنے شروع ہو جائیں گے۔

اس سلسلہ میں دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ (میں ان کی نیت پر حملہ نہیں کرتا لیکن) ایسا کرتے ہیں اور بڑی شرم آتی ہے کہ ایسے لوگ خدا کو کیا منہ دکھائیں گے اور ہم بھی اگر ہم نے ان کی بات مان لی تو خدا کو کیا جواب دیں گے۔ بڑے آرام سے آ کر کہہ دیتے ہیں کہ میرا بچہ نہایت نَخِدْ پڑھائی کی طرف توجہ نہیں دیتا آوارگی اس کے اندر ہے میٹرک میں اس نے لوئر تھرڈ ڈویژن کے نمبر لئے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اسے

جامعہ احمدیہ میں داخل کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور تم وہ بھیڑ پیش کر رہے ہو جس کے اوپر گوشت ہی نہیں اور ہڈیاں بھی اس کی گلی ہوئی ہیں اور آدھ مُوا چمڑا اس کے اوپر ہے یعنی اس کے اندر کوئی قابلیت نہیں اور آ کر کہتے ہیں کہ چونکہ دنیا میں اس کے لئے کہیں اور راستہ نہیں اس لئے آپ اسے جامعہ احمدیہ میں داخل کر لیں۔ ایسا بچہ مبلغ کیسے بن سکتا ہے؟ اس extreme (ایکسٹریم) یا مثال کے بچے کو تو ہم بہرحال داخل نہیں کرتے لیکن اور بہت ساری مثالیں ہیں کہ اس قسم کے لڑکے آ کر داخل ہو جاتے ہیں لیکن دراصل نہ اُن کا حق ہوتا ہے نہ اہلیت ہوتی ہے۔

پھر میرے نزدیک جو اوسط درجہ کا طالب علم آتا ہے یہ بھی درست نہیں دین کے لئے ٹاپ کا، نہایت اعلیٰ درجہ کا ذہن وقف ہونا چاہئے یعنی ایسا ذہن کہ اس سے بہتر کوئی اور ذہن نہ ہو، بہت سارے ایسے لوگ بھی آ جاتے ہیں بعض سادگی میں بھی بات کر دیتے ہیں۔ پچھلے سال ایک صاحب جنہوں نے اپنے بچہ دین کے لئے وقف کیا ہوا تھا اُن سے میری ذاتی واقفیت بھی ہے پھر اُن کا کام بھی ایسا ہے کہ وہ مجھے بڑی کثرت سے ملتے رہتے ہیں ان کا بچہ بھی ملتا رہتا تھا اس نے میٹرک میں نہایت اعلیٰ درجہ کی فسٹ ڈویژن لی وہ میرے پاس آ گئے کہ یہ بچہ کہتا ہے کہ میرے اتنے اچھے نمبر ہیں مجھے شاید وظیفہ مل جائے مجھے اجازت دیں کہ میں کسی کالج میں داخل ہو جاؤں اور سائنس پڑھوں یا کسی اور مضمون میں آگے ترقی کروں مجھے پتہ تھا کہ یہ وسوسہ ہے جو بڑی جلدی دُور ہو جائے گا میں نے مسکرا کر اُن سے کہا کہ نہیں! میں اس کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ تم وقف ہو جا کر جامعہ احمدیہ میں داخل ہو جاؤ اس قسم کے بعض دوسرے لوگ بھی میرے پاس آتے ہیں۔

پس ایک تو دین کے لئے ہمیں اچھے ذہن چاہئیں دوسرے معاشرہ کے لحاظ سے جامعہ احمدیہ میں ایک سمویا ہوا گروہ ہونا چاہئے یعنی غریبوں کے بچے بھی ہوں، متوسط خاندانوں کے بچے بھی ہوں اور اچھے امیروں کے بچے بھی وہاں آئیں اگر یہ نہیں ہوگا تو ان کی صحیح تربیت نہیں ہو سکے گی صحیح تربیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ غریب اور متوسط اور امیر گھرانوں کا بڑا اچھا تعلق ہو ورنہ تو معاشرہ خراب ہو جاتا ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ جو بُعد ہمیں یہاں ایک وزیر اور ایک عام آدمی کے درمیان نظر آتا ہے وہ بُعد افریقہ میں نظر نہیں آتا، ایک عام معمولی آدمی وزیر

سے بڑے دھڑلے کے ساتھ جا کر بات کرنے میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا کیونکہ اُن کا آپس میں کوئی بُعد نہیں مگر یہاں بڑا بُعد ہے یہاں پر وزیر تو الگ رہا وزیر کا چپڑاسی بھی اچھے بھلے شریف آدمیوں کو بعض دفعہ دھکے دے کر باہر نکال دیتا ہے لیکن وہاں تو ایک وزیر بھی ایسا نہیں کرسکتا اُن کا معاشرہ ہی ایسا ہے اسے میں اسلام کا معاشرہ تو نہیں کہہ سکتا کیونکہ اسلام کا معاشرہ اس سے بھی زیادہ حسین ہے لیکن ہمارے ملک کے معاشرہ کے مقابلہ میں وہ معاشرہ اسلامی معاشرہ کے زیادہ قریب ہے۔

پس ہمارا یہ معاشرہ یعنی انسانی مساوات کہ انسان انسان میں کوئی فرق نہیں یہ پوری طرح قائم نہیں ہوسکتا جب تک ہم ہر شعبہ میں یہ ثابت نہ کریں کہ انسان انسان کے درمیان کوئی فرق نہیں اور ایک شعبہ ہمارا جامعہ احمدیہ کا ہے وہاں جو ہمارے Millionaire (میلن اَیر) اگر کوئی ہوں ہماری جماعت میں تو ان کے بچے بھی آنے چاہئیں اور ایک جیسے ماحول میں انہیں تعلیم حاصل کرنی چاہیے اور پھر ایک جیسی پابندیوں کے ساتھ انہیں باہر جا کر تبلیغ کرنی چاہیے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے اندر حقیقی معنی میں مساوات قائم ہے۔ اگر دنیا آج ہمیں یہ کہے کہ مساوات قائم کرنے کا دعویٰ کرتے ہو لیکن تمہارا جامعہ احمدیہ جہاں سے تمہارے مبلغ بن کر نکلتے ہیں وہاں غریبوں کے بچے بھی ہیں متوسط خاندانوں کے بچے بھی ہیں لیکن امیر گھرانے کا کوئی بچہ نہیں کیا جواب دیں گے آپ یا کیا میں جواب دے سکتا ہوں؟

یہ حقیقت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہمیں یہ بات تسلیم کرنی چاہیے کہ جامعہ احمدیہ میں صحیح اسلامی معاشرہ کا امکان امراء کی غفلت کے نتیجہ میں پیدا نہیں ہو سکا۔ پس امیروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ذہین بچوں کو جامعہ احمدیہ میں بھجوائیں اور اس کے مطابق ان کی تربیت کریں۔ بعض نے کی ہے مثلاً ہمارے مرزا عبدالحق صاحب بڑے اچھے اور کامیاب وکیل ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیسہ بھی دیا ہے ان کا ایک بچہ یہاں جامعہ احدیہ میں پڑھتا رہا ہے آجکل بیچارا جرمنی میں ہے بیچارا میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ مصیبت میں ہے اس کا آگے پڑھائی کا کام نہیں ہو رہا بہرحال وہ جامعہ احمدیہ میں اپنے خرچ پر پڑھا اور پھر جرمنی چلا گیا اب تو اس کا وظیفہ بھی مصر سے آ گیا تھا لیکن میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ نہیں! اب تم جن تکالیف سے

گذرے ہو شاید اللہ تعالیٰ کا یہی منشاء ہو کہ تم جرمن زبان اچھی طرح سے سیکھ لو اس لئے اب جرمنی میں ہی رہو اور جرمن زبان سیکھو۔ خدا کرے اس میں وہ کامیاب ہو جائے زبان سیکھنے کا ملکہ بھی کسی کسی کو ہوتا ہے ہر ایک کو نہیں ہوتا۔

بہرحال ہمارے جامعہ احمدیہ میں امیروں کے بچے بھی آنے چاہئیں، متوسط طبقہ کے بھی آنے چاہئیں اور غریبوں کے بچے بھی آنے چاہئیں لیکن سارے کے سارے ذہین ہونے چاہئیں اور بڑے مخلص ہونے چاہئیں اور سعید الفطرت ہونے چاہئیں ویسے تو کسی نے یہ ٹھیکہ نہیں لیا کہ فطرتی سعادت پر انسان ہمیشہ قائم رہے، ٹھوکریں بھی لگ جاتی ہیں۔ بلعم باعور کے قصے بھی ہم نے پڑھے ہیں۔ اچھے اچھے مخلص خاندانوں کے بچے بھی خراب ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ نہایت ذلیل اور کمینے اور دہریہ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی سے بیزار اور مذہب سے نفرت کرنے والے گھروں میں متقی اور پرہیز گار اور خدا کا خوف رکھنے والے اور خشیۃ اللہ سے جن کے سینے معمور ہوں وہ پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے قرآن کریم نے کہا ہے کہ یہ اللہ ہے جو مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے یہ چکر تو اپنی جگہ چل رہا ہے لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ظاہر پر اپنا حکم جاری کرو اور اسی کے مطابق فیصلہ کرو۔ پس ظاہری طور پر مخلص، دیندار اور ایثار پیشہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت رکھنے والے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی محبت سے جن کے سینے پُر اور دل منور ہوں ایسے بچے ہمیں چاہئیں اور ہر طبقے سے چاہئیں تا کہ ہم صحیح ذہنی اور اخلاقی نشو ونما کر سکیں۔ پس اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک Representative (ری پری زینٹیٹو) یعنی نمائندہ گروہ جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہا ہو۔ سب طبقوں کی نمائندگی کر رہا ہو اور صحیح معاشرہ اور صحیح معاشرہ کے اسباق کی نشاندہی کر رہا ہو۔ آخر انہوں نے باہر جا کر دنیا کا معلم بننا ہے ان میں سے ہر ایک کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ امیر کی تھنکنگ کیا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ ہماری تھنکنگ یعنی ہماری سوچ اور فکر کا اسلوب دوسروں سے مختلف ہوگا لیکن ایک امیر کے لڑکے کا اسلوب متوسط اور غریب طبقہ سے بھی مختلف ہوگا وہاں آ کر وہ آپس میں سموئے جائیں گے ان کی ذہنی تربیت ہوگی ان کی اخلاقی تربیت ہوگی پھر وہ جو امیر کا بچہ ہے وہ یہ دیکھے گا کہ میں غریب کے بچے کو علم

اور شرافت اور اخلاق کے مظاہرے میں آگے نہ نکلنے دوں اس قسم کی مسابقت اور بڑے صحتمند مقابلے کی روح پیدا ہوگی اور غریب کا بچہ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال دیا ہے تو کیا ہوا مجھے اللہ تعالیٰ نے جو دوسری قوتیں اور استعدادیں دی ہیں ان میں میں اس سے آگے نکلوں گا۔

پس ایسے ماحول میں ہر فرد خوش ہوتا ہے اس لئے اس قسم کے بچے جامعہ احمدیہ میں آنے چاہئیں اور بڑی کثرت سے آنے چاہئیں کیونکہ ہر روز جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ہماری ضرورت پہلے دن سے بڑھی ہوتی پاتا ہے لیکن سورج کی آنکھ تو ہماری ضرورت میں وسعتوں کا مشاہدہ کرے اور ہماری آنکھ جو ہے وہ بند رہے اور نابینا بن جائے تو یہ تو کوئی خیر اور خوبی کی بات نہیں ہے۔ ہماری ضرورتیں دن بدن بڑھ رہی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل بڑی وسعت اور شدت کے ساتھ موسلا دھار بارش کی طرح ہم پر نازل ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جو یہ عظیم اور کثیر انعامات ہم پر ذمہ داریاں عاید کرتے ہیں ان ذمہ داریوں کو نباہنے کی ہمیں ہوش بھی ہونی چاہئے اور ہمارا ارادہ بھی ہونا چاہئے اور ہماری مخلص نیت بھی ہونی چاہئے اور ایثار کا جذبہ بھی ہونا چاہئے یعنی جو ابتدائی چیزیں ہونی چاہئیں وہ ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں پھر ان کے نتائج جو ہیں وہ نکلنے چاہئیں تب جا کر ہم اس کام میں کامیاب ہو سکتے ہیں جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح اسلام کی نشاۃ اُولیٰ میں تمام دُنیا پر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا تھا اپنی جلالی صفات کے اظہار کے ساتھ اسی طرح آج کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات ہمارے وجود میں کچھ اس طرح چمکیں کہ دُنیا کی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی ہوں اور تمام دنیا کی اقوام کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اکٹھی کر دینے والی ہوں۔ یہ کام ہے ہمارا اور اس سے کم پر نہ ہم اپنے آپ سے خوش رہ سکتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے انسان اس کی رضا کو حاصل کرتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے ایسے اعمال کے بجالانے کی کہ وہ ہم سے راضی اور خوش ہوجائے اور وہ وعدے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ غلبۂ اسلام کے ہم سے کئے ہیں وہ ہماری زندگیوں میں پورے ہونے لگیں۔

(از رجسٹر خطبات ناصر۔ غیر مطبوعہ)